

اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۱۰) — مطبوعہ ۱۱ - مارچ ۱۸۹۸ء بروز جمعہ — جلد (۲۶)

ایڈیٹوریل نوٹس

مسیحیوں کے آباد کرنے اور اُن کی دینی سوشل اور ملکی بہبودی کی داد دینے کے لئے آج کل بہت کچھ چرچہ مشن سرکل میں ہو رہا ہے۔ انگریزی میں کہاوت ہے کہ (Wish is the father of the thought) یعنے جہاں منشا پایا جاتا ہے وہاں عمل بھی پیش آتا ہے۔ لہذا امید کی جاتی ہے کہ اس چرچہ کا آئے دن کچھہ عملی پھل بھی نکلے گا۔ مسیحی دین نہ صرف ہماری دینی اور اخلاقی بھلائی چاہتا ہے بلکہ سوشل اور ملکی بھی۔ مسیحیوں کی طرف کم توجہ دی گئی ہے۔ ہماری دست بستہ عرض ہے کہ مشنری صاحبان کو زیادہ توجہ مسیحیوں کی طرف دینی چاہیے۔ اور جو اُن میں لایق ہیں اُن کے ساتھہ زیادہ میل جول اور اُنس پیدا کرنا چاہیے کنونشن کے اجلاس جو سال بسال ہوتے ہیں اُن کا خاص مدعا یہہ بھی ہونا چاہیے کہ انگریز صاحبان ہندوستانیوں کے ساتھہ میل جول کا برتاؤ پیدا کریں۔

اخبار نیر اعظم مراد آباد کے اڈیٹر نے رسالہ اُمّہات مومنین کے جواب لکھنے میں قلم اُٹھائی ہے۔ جو طرز تحریر جواب کا آپ نے اختیار کیا ہے وہ دراصل کتاب کا جواب نہیں ہے بلکہ آپ نے وہ تماش و ڈھنگ اختیار کیا ہے جو اکثر آگر دفع الزام کیلئے متعصبین دین کے جواب کے نہ ملنے پر کام میں لاتے ہیں۔ چنانچہ ایک عنوان اعتراضات کا عیسائیوں کے ذمہ ڈالتے ہیں۔ ہمارے خیال میں اہل حق کے سامنے ایسے جوابات سے مطلع صاف نہ ہوگا۔ بلکہ آپ کے جواب سے صاف مترشح ہے کہ جو اعتراضات مصنف کتاب ہذا نے قایم کیے ہیں اُن کو آپ تسلیم کرتے ہیں مگر ساتھہ اتنا اضافہ کرتے ہیں کہ عیسوی شرع محض دکھلانے کے چند احکام ثابت ہوئے ہیں اور محمدی شرع قابل التعمیل ثابت ہوئی ہے۔

آپ اپنے اعتراضات پیش کرتے ہیں جو صاف اِس امر کی دال ہیں کہ آپ دین عیسوی کے اصول سے مطلق نا آشنا ہیں مثلاً فرماتے ہیں کہ سوانح عمری حضرت مسیح علیہ السلام سے صاف ثابت ہے کہ اُنہوں نے اپنی تھوڑی سی عمر کو عالم تجرد میں بسر کیا اس لئے سنت مسیحی اس امر کی مقتضی ہے کہ اُن کے پیرو اُن کی تقلید کریں۔ لیکن ایسا ہونا نا ممکن ہے۔ آپ خود ہی نفس تعلیم کا ایک نتیجہ نکالتے اور اُس پر برہان اور حجت قایم کرتے ہیں۔ یہہ آپ کی حجت کا ایک نمونہ پیش کیا۔ اُن سے ناظرین خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آیا ایسی حجت جواب میں داخل ہے یا نہیں۔ آپ نے بحث میں ایک ایسی طول کھینچی ہے کہ جس کے جواب میں ایک کالم کیا سینکڑوں اڈیٹوریل کالم سیاہ کر سکتے ہیں مگر ایسا کرنا امور تنقیح سے تجاوز کرنا ہے۔ جو یہہ ہیں کہ آیا محمد صاحب کی سوانح عمری اور اُن کی تعلیمات دربارہ کثرت ازدواج قابل تقلید و تتبع ہے یا نہیں۔ مصنف کتاب ہذا نے قاطع دلایل نقلی و عقلی و تواریخی سے اس کو نفی میں ثابت کیا ہے فقط

کنونشن کے جلسے بڑے شد و مد سے ہوئے۔ ہمارے خیال میں جہاں تک ہو سکے ہمارے ہندوستانی مسیحیوں کو عملی کام میں شریک کرنا چاہیے۔ کنونشنوں میں اس امر کی کمی نظر آتی رہی ہے۔ ہمارے خیال میں جہاں تک ہو سکے ہندوستانی اور انگریزوں کو اس موقع پر شیر و شکر ہونا چاہیے۔

نورافشاں

پادری اے۔ ایچ۔ یونگ صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایڈیٹر
پادری ای۔ گولکناتھ صاحب۔ پادری غلام مسیح صاحب } اسسٹنٹ
پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے۔ پادری۔ پی۔ سی۔ اوپل صاحب } ایڈیٹرز

کوئی بغیر وسیلہ میرے باپ کے پاس جا نہیں سکتا

(۲) وجہ مسیح کے وسیلہ کی یہہ ہے کہ کوئی آدمی شریعت کے حکموں کو کامل طور پر بجا لا نہیں سکتا اور نہ نیکی کے اُس درجہ تک پہنچ سکتا ہے جو خدا ہر ایک انسان سے طلب کرتا ہے۔ ساتھ ہی اس کے ہم اِس بات کو یاد رکھیں کہ خدا شریعت کے ظاہری طور پر بجا لانے کے علاوہ دلی محبت اور تابعداری چاہتا ہے جو انسان سے پوری نہیں ہوتی خدا کی محبت کے بجائے دنیا کی خواہشوں اور چیزوں میں سے کوئی نہ کوئی چیز انسان کو ایسا اُبھالیتی اور کشش کر لیتی ہے کہ وہ بجائے خدا کے اُس کا معبود بن جاتی ہے گو خدا کے بندوں میں بمقابلہ دنیاداروں کے اتنا فرق تو ضرور پایا جاتا ہے کہ وہ اُس اُبھانے والی اور کشش کرنے والی شے کو دباتی اور اُس سے لڑتی رہتی ہیں اور جب ایک پر غالب آجاتی تو کوئی دوسرا کانٹا آچبھتا ہے اور اسی طرح زندگی بھر جنگ وجدل میں کٹتی رہتی ہے تو وائے بر حال دنیاداروں اور اُن شخصوں کے جنہوں نے خدا کی روح سے نئی زندگی حاصل نہیں کی۔ اِس امر کو اگر اور بھی صاف کریں تو ہم یہہ کہہ سکتے ہیں کہ گناہ کا نہ کرنا ہی خدا ہم سے طلب نہیں کرتا بلکہ کامل پیار و محبت۔ اِس امر کے واضح کرنے کے لئے ہم اپنے ناظرین آپ کو خدا کا فرمان بھی سُنائے دیتے ہیں جو اُس نے اپنے کلام میں ظاہر کیا ہے کہ شریعت کا خلاصہ یہہ ہے کہ تو اپنے خداوند خدا کو سارے دل اور ساری جان اور سارے زور اور ساری سمجھ سے پیار کر اور پڑوسی کو ایسا جیسا آپکو۔ اب جبکہ خدا نے ہمارے سامنے ایسا قانون عمل میں لانے کو پیش کیا ہے تو ہم ذرا ان الفاظ سارے دل پر غور کریں اور دیکھیں تو ہم کو صاف ظاہر ہوگا کہ اگر سارے دل کا پیار خدا کے لئے ہو تو کمبخت دنیا ہم کو کیوں ستاتی اور کیوں ہم اُس کے بہلانے میں اکثر آجاتے۔ کیونکہ جب کوئی برتن سارا ہی کسی چیز سے بھرا ہے تو اس میں دوسری چیز کی گنجائش کہاں رہتی ہے۔ اسی طرح ساری جان پر بھی سوچو کہ تم نے اکثر اپنی جان کو خدا سے زیادہ عزیز رکھا ہوگا پر خداوند یہہ چاہتا ہے کہ ہم اپنی جان کو اُس کے پیار میں دیدیں۔ پھر یہہ خودغرضی ہم سے نہیں نکلتی۔ بلکہ خدا کو نذر کرنے اور قربان کرنے میں یہہ اپنا دست دراز کر کے کچھ اپنا بھی حق قایم رکھنا چاہتی ہے۔ پھر الفاظ سارے زور کو بھی اپنے سامنے رکھو اور دیکھو کہ تم نے کدھر زور آزمائی کی اور کن چیزوں کی تلاش میں اپنے زور و طاقت کو کھو دیا۔ ہاں جس قدر زور سے دنیا اور دولت اور علم کے حاصل کرنے میں اپنی طاقت کو خرچ کیا اُتنا ہی خدا کے پیار کرنے میں بھی زور لگایا۔ یا اگر ہم اپنی جان کے جانے کے خطرہ میں پڑگئے اور اُس وقت اپنی طاقت اور زور کا جو استعمال کیا۔ کیا کبھی اُتنا ہی خدا کی خدمت اور اُس کے جلال اور اُس کی بادشاہت کے بڑھانے میں اپنا زور صرف کیا۔ پھر الفاظ ساری سمجھ کو بھی سمجھو تو معلوم ہوگا کہ سمجھ میں بھی کتنا ہیر پھیر رہا۔ زمین آسمان کی باتیں تو دریافت کیں مگر خدا کا علم اور اُس کے پاک کلام کی تلاوت میں کس قدر غافل و بے پرواہ ہے۔ اور پھر کبھی سمجھ کو اِس طرف بھی پھیرا کہ ہر طرح کے تعصب اور ہٹ دھرمی سے باز آؤ۔ یا اکثر باپ دادوں کے رسوم و عادات و مذہب کی پابندی سے خدا کے سچے مذہب کی جستجو نہ کی۔ یہہ تو پہلا حکم ہوا۔ اب دوسرے کو بھی ذرا غور فرمائیے۔ پڑوسی کو ایسا جیسا آپ کو۔ عموماً لفظ پڑوسی کے صحیح معنے سمجھنے میں بھی غلطی کی ہے۔ اور پھر پڑوسی کے ساتھ مناسب اور واجب برتاؤ میں تو بعض طبعی و قومی و مذہبی تعصب و فخر و طرفداری ایسی حایل ہو جاتی ہیں کہ حق سے بالکل دور چلی جاتی ہیں ہمارے ہندو بھائی تو اِس قانون سے یہاں تک تجاوز کر گئے کہ اُنہوں نے اپنے ہی ہم مذہبوں اور بھائیوں کے ساتھ مغایرت کر لی اور ذات اور قوم کے فخر نے یہاں تک اُنکو اپنا غلام کر لیا کہ ہندو مذہب کی ہمدردی کا برتاؤ اپنے ہی ہم مذہبوں سے غیر ممکن ہو گیا بلکہ اُن کے ساتھ ہمدردی کرنا اور اُن کی بھلائی اور ترقی کرنا ہی بیجا و خلاف مذہب مانا گیا ہے۔ اور پھر بعضوں نے اول خویش بعدہٗ درویش پر ایسا عمل کیا کہ غیروں کی بھلائی کا خیال تک اُٹھا ڈالا۔ اور ہمارے محمدی بھائیوں نے غیروں کو کافر و مشرک سمجھ کر ہر طرح سے ستایا اور مٹی پلید کی۔ ہاں اِس حکم کی تعمیل میں جو کچھ کیا ہے تو صرف عیسائی قوم نے۔ مگر پھر بھی جس درجہ تک خدا ہر انسان سے اِس امر میں طلب کرتا ہے عیسائی قوم بھی قاصر رہی ہے۔ میں نے ابھی ذکر کیا کہ اِس فرض کو بہت کچھ عیسائی قوم نے ادا کیا۔ چنانچہ اِس امر کا ثبوت ایسا بدیہی ہے کہ ثابت کرنے کی چنداں ضرورت نہیں مگر تاہم سرسری طور پر اِس امر کا اظہار اِس موقعہ پر ضروری سمجھ کر گوش گذار کرتا ہوں کہ یہہ امر مسلم ہے کہ انسانکی



سب سے بڑی بھلائی اُس کی روحانی زندگی کی سلامتی اور نجات پر موقوف ہے اور اس امر میں محض عیسائی قوم ہی ہے جو اپنے پڑوسیوں کا فرض ادا کرنے اور اُنہیں مثل اپنے پیار کرنے میں ہمیشہ کم و بیش مشغول رہی ہے۔ اس موجودہ صدی پر جب غور کیا جاتا ہے تو کوئی متعصب سا متعصب بھی اِس امر سے اِنکار نہیں کر سکتا کہ دنیا کے ہر حصہ میں جہاں تک مسیحیوں کا گذر ہو سکا اپنا خون تک بہا بہا کر اپنے پڑوسیوں کا حق ادا کرنے میں مشغول رہے اور اب تک اِس عالمگیر بھلائی کرنے میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔ لیکن تاہم وے اپنی خدمات کو خداوند کے روبرو ان الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں کہ "اے خداوند ہم تیرے نکمّے اور نالایق نوکر ہیں جو کچھ تو نے فرمایا ہم سے پورا نہیں ہوا"۔ پس اگر خدا کی اِس مخصوص قوم کا یہہ حال ہے تو دوسری اقوام کی جنہوں نے اپنے پڑوسیوں کا حق ادا نہیں کیا بلکہ بہتوں نے اپنے پڑوسی کو پڑوسی ہی نہ سمجھا کیا ذکر کیا جاوے وہ تو ہزاروں درجہ اس امر میں پیچھے نظر آتے ہیں اور جب اپنے بھائیوں کو جنہیں ذلیل و نیچ اور ہلاکت کی راہ میں چلتے دیکھ کر ترس نہ کھایا اور اپنی ہمدردی و پیار کو ظاہر نہ کیا تو اَن دیکھے خدا کا پیار اُن کے دلوں میں کسطرح رہ سکتا ہے کیونکہ خدا کی محبت و پیار کا لازمی نتیجہ یہہ ہے کہ اُس سے ہم جنسوں کی بھلائی اور خیرخواہی کا چشمہ پھوٹ نکلے۔

(۳) وجہہ کہ کوئی بغیر وسیلہ باپ پاس جا نہیں سکتا یہہ ہے کہ انسانوں کے نیک اعمال اُن کی بدی کا معاوضہ و کفارہ نہیں ہو سکتے۔ ہماری (۱) دلیل اِس امر میں یہہ ہے کہ کوئی انسان اپنی عقل سے اِس معاملہ میں اپنے لئے کوئی تجویز نہیں کر سکتا اور نہ کوئی حد باندھ سکتا ہے کہ اِس قدر نیکی کرنے کے بعد دیگر نیکیاں فرض سے زاید ہیں اور وہ بدی کا کفارہ دینے کے کام میں آ سکتی ہیں یا اِس قدر خیرات تو فرض ہے مگر اِس سے زیادہ کرنے سے میرے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ یا اِس قدر عبادت خدا کے راضی کرنے کو ضرور ہے مگر اِس سے زیادہ عبادت کرنے سے میرے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ اِس امر میں محض خدا کی مرضی اور اُس کے ظاہر شدہ کلام سے ہم کو دریافت کرنا ضرور ہے کہ وہ ہم سے کس قدر نیکی طلب کرتا ہے اور ہم پر کیا فرض ٹھہراتا ہے۔ چنانچہ اُس کے پڑھنے سے ہم پر صاف ظاہر کیا گیا ہے کہ ہم کوئی کام زاید الفرض نہیں کر سکتے۔ ہمارا تمام وقت و مال و طاقت و عقل و علم و بدن بالکل خدا کے لئے ہے۔ اُس میں سے ہم کچھ خدا کے لئے اور کچھ اپنے کسی زاید الفرض بجالانے کے لئے تقسیم نہیں کر سکتے۔ اِس میں آدھا حصہ بٹائی نہیں ہو سکتی۔ خدا اپنا حق پورا بتلاتا ہے اور تمام و کامل نیکی طلب کرتا ہے اور اِس لئے ہماری کوئی خیرات اور کوئی عبادت زاید الفرض نہیں ٹھہرائی جا سکتی۔ چنانچہ خدا کے کلام میں صاف صاف لکھا ہے۔ جیسا ہم ابھی اُوپر ذکر کر چکے ہیں کہ تو خداوند اپنے خدا کو سارے دل و ساری جان وغیرہ سے پیار کر اور پڑوسی کو ایسا جیسا آپ کو۔ اب اِس حکم میں زاید الفرض نیکی بجالانے کی کہاں گنجائش باقی رہتی ہے۔ علاوہ ازیں تمام بائبل کے پڑھنے سے ہم کو صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ گناہوں کا کفارہ ہماری نیکیاں نہیں بلکہ مسیح کی قربانی و کفارہ ہے۔ اگر ہمارے بھائی اہل اسلام و اہل ہنود اپنی اپنی کتابوں سے اِس امر میں دلیل لیں اور کہیں کہ اُن میں تو زاید الفرض کاموں کا ذکر ملتا ہے اور اِس لئے ہم اُن کو کیوں نہ مانیں۔ تو ہماری طرف سے پہلی عرض یہہ ہے کہ تا وقتیکہ ہمارے ہندو بھائی اپنی کتابوں کو الہامی ثابت نہ کریں ہم اُن کی بات بلا حجت تسلیم نہیں کر سکتے اور اِس لئے ہم اِس مسئلہ کو نیچر اور عقل کے ترازو میں رکھ کر دیکھیں گے کہ کونسی بات قابل یقین ہو سکتی ہے آیا بائبل کی یا وید کی۔ اور اپنے محمدی بھائیوں کی خدمت میں یہہ عرض کرتے ہیں کہ بائبل جس کو قرآن الہامی کتاب تسلیم کرتا ہے تو جب وہ بائبل سے اختلاف کرتا ہے تو ہم اِس امر میں اُس کی نہیں سُن سکتے۔ خاص سبب یہہ ہے کہ بائبل کی تصدیق تو خود قرآن کرتا ہے مگر بائبل سے قرآن مصدق نہیں ٹھہرتا۔ علاوہ اِس کے اور بھی دلایل ہیں جن کو اِس وقت طوالت کے لحاظ سے ذکر کرنا ضرور نہیں۔ اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے یہہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ نیچر آیا قرآنی اور ویدک بیان کی تصدیق کرتا ہے یا بائبل کی۔ (۱) نیچر کے تمام قوانین پر غور کرنے سے جو خدا نے انسان کے عمل کے لئے ٹھہرائے ہیں ایک جگہہ سے بھی اِس امر کی شہادت نہیں ملتی کہ اگر انسان قوانین نیچر کے کسی موقعہ پر عدول حکمی کرے تو وہ اُس کی رعایت کریں گے اور اُس شخص کی اگلی جان نثاریوں کا لحاظ کر کے اُس کے ایک وقت کی عدول حکمی کا کفارہ قبول کریں گے۔ مثلاً اگر ہم زندگی بھر آگ کے چھونے اور پکڑنے سے پرہیز کریں اس لئے کہ ہم اُس سے جل جانے پر نقصان اُٹھائیں گے۔ لیکن اگر ایک وقت بھی ہم نادانی سے ایسا حوصلہ کریں کہ بہت دن تک ہم نے نیچر کے قوانین کی اطاعت کی ہے۔ آؤ آج ہم آگ سے کھیلیں اور اُسے سردی کے وقت اپنے کپڑوں میں رکھ کر اپنا بدن گرم کریں تو ظاہر ہے کہ وہ ہرگز ہماری نہ سُنے گی بلکہ ہمیں جلا دیگی۔ پس ہمارا فرض نیچر کی نسبت یہی ٹھہرتا ہے کہ ہم زندگی بھر اپنی ساری طاقت سے اُس کے فرض کو ادا کرتے رہیں اور زاید الفرض کاموں کی امید نہ رکھیں ورنہ ہم سخت سزا پائیں گے۔ علی ہذا القیاس ہمارا فرض خدا کے احکام کی نسبت

بھی ہمیشہ کے لئے یہی مقرر ہو چکا ہو کہ اُن کو زندگی بھر عمل میں لاتے رہیں اور کبھی بھی اُن کے خلاف عمل نہ کریں۔ اور اگر کریں تو خدا ہماری اگلی فرمانبرداری اور نیکی کو ہماری بدیوں کا معاوضہ و کفارہ تصور نہیں کر سکتا۔ (۲) ہمارے روزمرہ کے انسانی فرایض بھی اِس امر میں ہمیں صاف بتلاتے ہیں کہ خدا کے فرایض کی نسبت انسان کوئی زایدالفرض کام نہیں کر سکتا۔ چنانچہ جو فرایض باپ کے بیٹے پر اور شوہر کے جورو پر ہیں۔ لحاظ کر کے دیکھیں تو ہمارے ہندو اور محمدی بھائی بھی اِس امر میں ہمارے ساتھ متفق ہونگے کہ لڑکے پر اطاعت کرنے اور عزت و پرورش کرنے کا فرض تمام زندگی واجب ہے۔ اِسی طرح ایک نیک بی بی کا فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ تمام زندگی بھر وفادار رہے۔ لیکن اگر لڑکا اپنے فرایض بجالانے میں ایک بار بھی اپنے والدین کے حق کو فراموش کر کے واجب اطاعت و عزت کے خلاف عمل کرے تو وہ خدا اور خلق دونوں کی نگاہ میں گنہگار و نالایق تصور کیا جائے گا اور اُس کی ساری اطاعت اور عزت ایک ہی مرتبہ کی بے عزتی اور نافرمانی کا کفارہ و بدلہ نہیں سمجھی جاوے گی۔ اِسی طرح جورو اگر ایک بار بھی اپنے شوہر سے بے وفائی کر کے زناکار ٹھہرے تو اُس کی زندگی بھر کی تابعداری و وفاداری اس ایک بار کی زناکاری کا بدلہ و کفارہ نہیں ہو سکتی۔ تو خدا جس کے فرایض کا حق ہم پر ماں باپ اور جورو کے فرایض سے کہیں زیادہ و واجب ہے۔ کیا انسانی فرایض کے مقابلہ میں ہلکا اور کم درجہ کا تصور کیا جاوے اور ترک فرض کا کفارہ و بدلہ اُس کے بے شمار احسانوں اور حقوق کے مقابلہ میں ہماری گندی نیکیوں سے ادا کیا جاوے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ ایسا خیال تو اُس کی شان و عزت کو انسان کی عزت و حقوق سے کم درجہ پر لاتا ہے۔

(۳) بدی کی ذات و خاصیت پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیکی سے اُس کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔ بدی اپنی ذاتی خاصیت کی وجہ سے ہر حالت میں ضرور ہے کہ سزا پاوے لیکن جب یہہ فرض کیا جاتا ہے کہ بدی کا کفارہ نیکی سے ہو سکتا ہے تو اِس کے یہہ معنے سمجھے جائیں گے کہ بدی در اصل کوئی بُری شَے نہیں ہے بلکہ وہ اِس لئے بُری اور قابل سزا ہے کہ اُس کا بدلہ نہیں دیا گیا یا یوں کہیں کہ اُس کی قیمت ادا نہیں کی گئی اور اِس لئے نیکی کرنے کا خیال صرف اِس غرض سے ہوگا کہ اُس کے ذریعہ سے بدی کا کفارہ ہو جائے نہ اِس غرض سے کہ نیکی در اصل ہر وقت ہم پر واجب و فرض ہے اور وہ اپنی ذاتی خاصیت سے ہم کو مرغوب و پسند ہے اور اِس صورت میں ایک طرف نیکی کا مقصد اور اُسکے اغراض فوت ہو جاتے ہیں اور دوسری طرف بدی فی نفسہٖ اپنی ذاتی بُرائی کے لئے قابل سزا سمجھی جانے کے درجہ سے گر کر ایک خفیف سی بات رہ جاتی ہے۔

(۴) نیکی کے اعلیٰ مقصد و ذاتی خوبیوں کی کامل حد و پیمانہ تک پہنچنے سے انسان ناکامل رہے گا۔ حالانکہ خدا ہم سے کامل نیکی طلب کرتا ہے۔ مگر جس حال کہ نیکی اِس غرض سے کی جاوے کہ وہ ہماری بدیوں کا کفارہ ہو نہ اِس واسطے کہ وہ ہم پر ہر حال میں فرض ہے اور کہ اُس کو اِس غرض سے بجا لانا چاہئے کہ وہ ہماری زندگی کا کمال ہے تو وہ ہماری ذات کا خاصہ اور جوہر نہیں ہو سکتی بلکہ عارضی حالت ٹھہریگی۔ کیونکہ اگر ہم بدی نہ کریں تو اپنے مقررہ فرض سے زیادہ نیکی یا زایدالفرض نیکی کرنا بھی ہم کو ضرور نہ ہوگا۔ مثلاً اگر ایک وقت کی نماز قضا نہ ہو جائے یا اور قسم کا فرض ہم سے ترک نہ ہوا تو پھر زیادہ خیرات و عبادت و نیکی میں لگے رہنا ہم پر ضروری نہ ٹھہرا۔

(۵) خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا اور ضرور ہے کہ وہ اِس حالت میں بحال اور قایم ہو اور جس طور سے کہ اُس کی نیکی عارضی اور خارجی نہیں ہے بلکہ نیکی کا چشمہ اور ذاتی خوبیوں کا منبع ہے۔ اِسی طرح وہ چاہتا ہے کہ اُس کی ذی عقل مخلوق بھی ذاتی طور پر نیک بننے کی کوشش کرے۔ لیکن اگر انسان اپنے ہم جنسوں کے ساتھ باغرض نیکی و بھلائی کرے اور خدا کی عبادت و بندگی اِس غرض سے بجا لاوے۔ کہ اُس سے ثواب ہو اور بدی کا کفارہ ہو جائے۔ تو وہ نیکی میں بڑھنے اور اُس کو اپنی ذاتی خوبی بنانے کا قصد نہ کرے گا۔ مگر خدا یہہ چاہتا ہے کہ اُس کے ایماندار بندوں سے جیتے پانی کی ندیاں پھوٹ نکلیں اور اوروں کو سیراب کریں۔ پر جب خود غرض نیکی کی تعلیم دی جاتی ہے تو یہہ امر محال ہے۔

(۶) گناہ و بدی کا دروازہ بالکل کشادہ ہو جایگا۔ مثلاً اگر کوئی چوری کرے اور ثواب حاصل کرنے کی غرض سے گنگا اشنان کرے تو اُس کے پاپ ہندو مذہب کے رو سے دور ہونگے۔ علیٰ ہٰذا القیاس وہ زندگی بھر چوری کرتا رہے اور گناہ کا کفارہ گنگا اشنان سے کرتا رہے تو اُسے بہشت میں جانے سے کون روک سکتا ہے۔ اِسی طور پر ہمارے محمدی بھائی بھی گناہ کر سکتے ہیں اور پھر اپنے زایدالفرض کاموں سے اُن کا کفارہ و بدلہ ادا کرتے رہے تو اُن کے لئے بھی بہشت کے دروازہ کو کون بند کر سکتا ہے۔ باقی آیندہ۔

غورطلب

مبارک ہے ہر ایک جو خداوند سے ڈرتا ہے اور اُس کی راہوں پر چلتا ہے۔ کہ تو اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاویگا۔ تو سعادتمند ہے۔ تو خیر تیرے ساتھ ہے۔

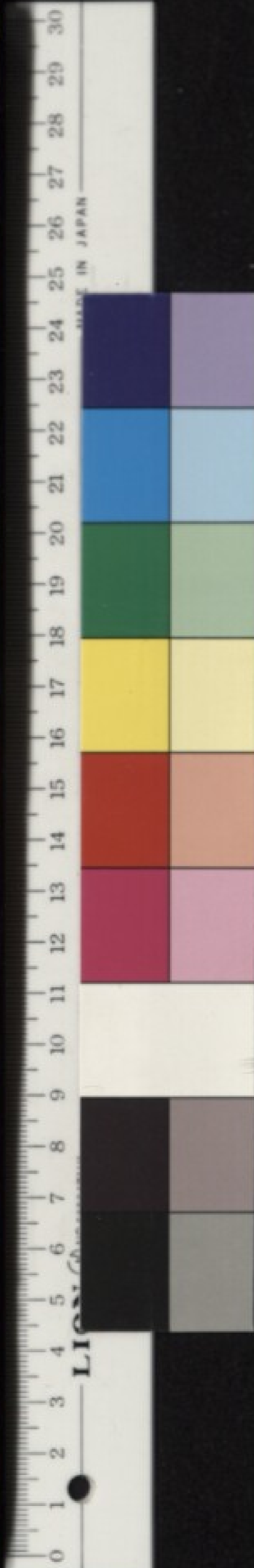
مُراسلات

صرف ایک خدا

اِس نام کا ایک چودرقہ رسالہ منشی فتح نورخاں صاحب واعظ اسلام کی طرف سے مطبع محمدی واقعہ کانپور میں چھپ کر شایع ہوا ہو بعد مطالعہ کوئی جدید بحث یا نئی دلیل سیحیت کے خلاف ثبوت اسلام میں پیش نہیں ہوئی ہو صرف وہی پرانی بوڑھیوں کی کہانی اناپ شناپ آنکھ بند کرکے چند اگلے رسالوں سے نقل کرکے مصنف موصوف نے اپنی شہرت مدنظر رکھی ہو۔ میں نے خود کانپور میں جاکر انحضرت کی زیارت کی آپ نے محمدن آرفنج اسکول کھول کر پیٹ کے اُلو کو چارہ دینے کا اچھا بندوبست کرلیا ہو۔ دس۔ پندرہ لڑکے کرپا۔ خالق باری۔ الم کا سپارہ پڑھتے اور بعدہٗ جوتہ بنا نا سیکھتے مگر اب سُنا گیا کہ حضرت صاحب سیدھے سادے محمدیوں کا روپیہ خرچ کرکے چلتے پھرتے نظر آئے۔ نہ معلوم کہ یہہ کہاں تک صحیح ہو۔ چونکہ آج کل جہالت بھی اپنا کام کررہی ہو کیا تعجب کہ رسالہ مذکور اُن محمدی بھائیوں کے لئے جو حق کے متلاشی ہیں رُکاوٹ کا باعث ہوا ہو۔ لہذا ذیل میں جواب عرض کیا جاتا ہو۔ معلوم ہو کہ ذات وصفات ربانی کی بابت ابتداے پیدائش جہاں سے اب تک اہل عقل ونقل اور انبیا وحکما اس پر متفق ہیں کہ خداوندکریم واحد لاشریک ہو۔ توبھی ذات واحد لاشریک کی ماہیت نہ عقل میں آئی اور نہ نقل میں سمائی اور نبیوں اور حکیموں کو رہنے دیجئے آپ ہی کے محمد صاحب جن کو آپ سرورانبیا خیال کئے بیٹھے ہیں کہتے ہیں کہ ماعرفناک حق معرفتک یعنے نہیں پہچانا ہم نے تجھ کو جیسا کہ پہچاننے کا حق ہو پھر طرفہ ماجرا یہہ ہو کہ آپ خود ہی اپنے رسالہ کے نام کے تلے یعنے صرف ایک خدا کے نیچے ہی لکھتے ہیں۔ کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اب آپ ہی انصاف فرمائے کہ یہہ ایک ہیں یا تین نہ مانو گو لیجئ اللہ ایک رحمن دو رحیم تین پھر ناحق مسیحیوں پر تین خدا ٹھہرانے کا الزام دھرتے ہو مصرع امی باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست۔ تین خدا بنانا قرآن ہی کا کام ہو حالانکہ واجب الوجود کی ذات میں دوئی کی گنجائش نہیں تس پر بھی ہمارے محمدی بھائی کلمہ طیب میں اپنے پیغمبر کو اُسی واحد لاشریک کے ساتھ ایک ہی پیمانہ میں ٹھونس دینا چاہتے ہیں دیکھو محمدی کلمہ لاالہ الااللہ محمد الرسول اللہ صاحبو اِس کا نام شرک ہو اور بعقیدہ محمدیاں کوئی شرک نجات نہیں پاسکتا پھر نہ معلوم کہ خاں صاحب کو کس خبطنے بوکھلا دیا جو کہتے ہیں کہ عیسائی مذہب میں برخلاف اِس کے تین خدا ٹھہرائے گئے ہیں باپ بیٹا روح القدس۔ میں کہتا ہوں کہ نعوذ باللہ من ذلک الاعتقاد صد افسوس کہ سالہا سال مشن میں روٹیاں کھائیں مگر پیٹ کے کتّے نے اتنی مہلت بھی نہ دی کہ مسیحی تعلیم توحدانیت کو کسی پر بچہ سے دریافت کرتے تو یقیناً یہہ کہنے کا موقعہ نہ ملتا کہ تینوں کو ایک اور ایک کو تین بتلا کے وحدت فی التثلیث اور تثلیث فی الوحدت مانتے ہیں کیوں خانصاحب آپ تو بڑے عربی خواں اور محمدن آرفنج اسکول کے ہیڈ ماسٹر ہیں تس پر بھی لفظ فی کے معنے کو نہیں پاتیں۔ یہہ بھی سلیقہ نہیں تو کار طفلاں تمام خواہد شد۔ خاں صاحب ہم سے سیکھو کہ ذات واحدہٗ میں اجتماع اور تعدد غیر ذات البتہ خلاف عقل ہو مگر تشخیص کی تعداد عقل سلیم کے نزدیک ہرگز محال نہیں ہو بیشک اِس اسرار کا بیخی تشریح کرنا محدود عقل سے ناممکن اور درصورت امکان بے فایدہ کسی کو مجال نہیں کہ ذات بیچون وبچرا میں چوں چاں کرے سوائے اِس کے کہ سے نہ ادراک درکنہ ذاتش رسد۔ اگر خاں صاحب خدائے واحد لاشریک کی ذات سے کماحقہ اسی طرح واقف ہیں جس طرح وہ آلہ جو ہم کو بتا دیتا ہو کہ دودھ میں اِس قدر دودھ اور باقی پانی تو مہربانی کرکے خدائے کعبہ کی ذات محض واحدہٗ کی تشریح کیوں نہیں بیان کرتے سے ہم بھی مانی ذرہ تصویر صنم دیکھیں تو۔ کس طرح کھینچے ہو تو زلف کا خم دیکھیں تو۔ تس پر یہہ کہنا کہ تینوں خدا کے کام الگ الگ بیان کرتے ہیں گویا خدا تین ہوئے نعبہ تین کام نہ ہوسکے معلوم ہوتا ہو کہ خاں صاحب شراباً طہورا کے سرور میں واہی تباہی ہانک رہے ہیں۔ یہہ آپ نے کہاں سے معلوم کیا کہ ذات الٰہی کی تشخیص اِن تین کاموں کے سرانجام پر مبنی ہو یہہ تو محمدی عقیدہ کے بھی خلاف ہو خاں صاحب بتائے کہ ازل میں خدا اپنی ذات معہ صفات رکھتا تھا یا محض ذات آخری اعتقاد کفر والحاد ہو اور حقیقی اعتقاد سے ارتداد کیونکہ ہندوؤں کے خیال میں خدا ازل میں نرگن تھا جب اُس نے دنیا کو وجود میں لانا چاہا تب سرگن ہوا مگر یاد رہے کہ مسیحی اعتقاد میں خدا ازل سے ذات معہ صفات رکھتا تھا۔ الخصوص وجود وحیات وعلم مگر محمدی لوگ روح کو بدن سے اور ناخن کو گوشت سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں وہ اللہ جل شانہٗ قبل اِس کے کہ دنیا ومافیہا کو پیدا کرے کل صفات رکھتا تھا میں نہیں جانتا کہ خاں صاحب اپنے جدید مذہب محمدی کے مطابق ذات اور صفات میں غیبت اور غیر غیبت کا علم کہاں تک رکھتے ہیں۔ یوحنا کی انجیل کی پہلی آیت یوں ہو کہ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا مسیح خداوند نے فرمایا کہ باپ اور میں ایک ہوں داؤد نبی کہتے ہیں کہ خدا کے کلام سے آسمان بنے قرآن میں ہو کہ الرحمن علم القرآن یعنے رحمن نے قران

سکھایا اب خاں صاحب بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ترتیب وار اُن کے لحاظ سے فرماویں کہ اگر دوسرا خدا قرآن نہ سکھاتا تو پہلا اور تیسرا سکھا سکتا تھا یا نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اپنا اپنا کام الگ الگ ہے اللہ وہ ہے جو پیدا کرتا ہے اور رحمٰن وہ ہے جو مسلمان اور کافر دونوں کو دنیا میں پرورش کرتا ہے اور رحیم وہ ہے جو آخری عدالت کریگا یہہ محمدی عقیدہ تو ٹھیک ہندوؤں سے مل گیا کہ برہما پیدا کرتا ہے اور وشنو پرورش کرتا ہے اور شب ہلاک کرتا ہے مگر سچے مذہب میں یہہ بیان ہے کہ خدا بیٹے نے اپنی رضا ورغبت سے کفارہ ہونا قبول کیا لیکن اس سے یہہ نہیں ثابت ہو سکتا کہ اس [illegible] ذات الٰہی میں تشخیص کا اعتبار ہے وہ ازل سے جیسا تھا ویسا ہے اور ویسا ہی رہیگا۔ خاں صاحب بدگمانی نہ کریں کہ جب مسیح کے وجود عبودیت کے ساتھ الوہیت بھی جمع تھی اور تینوں خدا ایک ہیں تو وہی عبودیت باپ اور روح القدس میں کیوں شامل نہیں۔ اِس کا جواب یہہ ہے کہ یہہ اعتراض اور شک آپ کا محض مسیحی عقیدہ اور کلام ربانی کی ناواقفی سے ہے کیونکہ خدا واحد کی ذات میں تعدد باعتبار تشخص ہے اور غیر ذات کا اجتماع خلاف عقل ہے باپ اور بیٹا اور روح القدس ذات کے لحاظ سے مساوی اور برابر اور ایک ہیں خداوند یسوع مسیح نے انسانی ذات کو لیا اور یسوع مسیح باعتبار الوہیت ذات واحدہ کا ایک شخص ہے اور رہا وجودیکہ اُس نے الٰہی ذات رکھتے ہوئے انسانی ذات کو لے لیا تو بھی وہ ایک ہی شخص تھا اگر ہم اپنی شخصیت پر لحاظ کریں تو بھی یہہ شک رفع ہو سکتا ہے کہ ہم میں ایک ذات فانی ہے یعنے جسم اور ایک ذات باقی ہے یعنے روح۔ تو بھی بقول خاں صاحب ہماری روح کی صفات جسم میں اور جسم کی صفات روح میں نہ متعلق ہیں اور نہ ضروری صرف بیجا تضیع اوقات ہے اس طرح اگرچہ انسانیت خداوند مسیح سے علاقہ رکھتی ہے تو بھی وہ انسانیت باپ اور روح سے نہ متعلق ہے اور نہ ضروری حالانکہ عبودیت خود خداوند کی ذات الٰہی سے نہیں بلکہ صرف اُسکی انسانیت سے علاقہ رکھتی ہے تو پھر وہی عبودیت اپنے متعلق کو چھوڑ کر غیر متعلق سے کس صورت سے علاقہ رکھ سکتی ہے ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد۔ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی۔ جناب خانصاحب مسیحی مذہب محمدی فرقہ نہیں جو خدا کے ساتھ کسی بشر کو شامل کرے دیکھو اپنا کلمہ طیب اور گریبان میں منہہ ڈالو پھر آپ پوچھتے ہیں کہ کیا الوہیت ایسی شی ہے کہ عبودیت کی طرح جسم کی قید میں آسکے۔ یہہ بات ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ جو شی محدود میں آگئی وہ خود بھی محدود ہو گئی۔ الوہیت کا محدود اور منحصر ہونا عقل اور نقل سے ثابت نہیں۔

اس کا جواب یہہ ہے کہ جس طرح الوہیت اِس محدود دنیا میں موجود ہونے سے محدود نہیں ہو سکتی اسی طرح کسی خاص جسم میں موجود ہونے سے محدود نہیں ہو سکتی خاں صاحب محض وہم میں گرفتار ہیں ہر محدود لا محدود میں شامل ہے اور ہر خاص عام میں اگر آپ نہ سمجھیں تو مسیحیوں پر الزام لگانے سے کیا فایدہ پھر مسیح خداوند کا دعا کرنا کس سے تھا جواب وہی ہے کہ خدا سے کیونکہ مسیح خداوند نے فرایض انسانی ادا کرنے میں ہمیشہ خدا سے مدد طلب کی بلکہ مسیح یہاں تک دعا کا مرد تھا کہ اُس کی زمینی اور انسانی زندگی کا سب سے زیادہ حصہ دعا مانگنے میں صرف ہوا تاکہ وہ حسب قرار داد عہد عہدید نہ صرف اپنے لئے خدا باپ سے طاقت حاصل کرے بلکہ اُن سب کے واسطے جن کی ہڈیوں میں کا ہڈی اور گوشت میں کا گوشت تھا نمونہ بھی ٹھہرے اور انسان جان لے کہ وہ اپنے فرایض کے ادا کرنے میں کہاں تک مدد الٰہی کا محتاج ہے لیکن اُن سارے کاموں میں جو مسیح پیارے کی الوہیت سے متعلق ہیں خداوند نے دعا نہیں کی ہے مثلاً مُردوں کا زندہ کرنا جو خاص خدا کا کام ہے ایسے موقعہ پر وہ ہمیشہ یوں فرماتا تھا کہ میں تجھے حکم دیتا ہوں ای مُردہ کہ اُٹھ۔ ایک کوڑھی سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تو چنگا ہو اور ہو گیا۔ اُس نے جھولے کے مارے سے کہا کہ ای بیٹے تیرے گناہ معاف ہوئے پھر جب پہاڑ پر وعظ کیا اور احکام شریعت کو دوہرایا کہ تم سُن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تو خون مت کر۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اپنے بھائی پر بے سبب خفا ہونا بھی قابل سزا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح خدا وند خدا ہو کر دوسری شریعت عنایت فرماتا ہے آپ [illegible] کہ کوئی انسان مجاز نہیں رکھتا کہ ایسے کلمات اختیارانہ منہہ سے نکالے مگر وہی ایزد لایزال۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جب مسیح مریم کے پیٹ میں بچہ بن کے رہا اور عام لوگوں کی طرح پیدا ہوا تو باپ اور روح القدس بھی اُس کے ساتھ پیٹ میں رہے ہونگے ۔۔۔۔ اسی طرح جب مسیح صلیب پر لٹکا تینوں لٹکے ہونگے اور جب تین دن رات ہاویہ جہنم میں سزا پاتا رہا تب بھی تینوں ہاویہ میں رہے ہونگے جہاں اس قدر عرصہ تک بے خدا رہا ہو گا الخ۔ جواب سُنئے کہ یہہ کل اعتراضات آپ کی عدم فہمی کے سبب سے ہیں مسیح خداوند خدا ہو کر ازلی ابدی ہے مگر مسیح انسان البتہ بچہ بن کے مریم کے شکم مبارک میں رہا اور چونکہ ہم پہلے بتلا چکے کہ ذات الٰہی میں اجتماع غیر ذات محال اور ممتنع ہے۔ پس شکم مریم میں باپ اور روح القدس کا بھی مسیح انسان کے ساتھ بچہ بن کر رہنا درست اور بجا نہیں ہے آپ ناحق کی ضد کرتے ہیں۔ در آں حالیکہ خود مسیح کی ذات الٰہی بچہ بن کر مریم کے پیٹ میں نہیں رہی تو باپ اور روح القدس کی ذات الٰہ کیونکر بچہ بن کر رہ سکتے ہیں علیٰ ہذا القیاس صلیب پر مسیح انسان لٹکا رہا نہ کہ ذات الٰہی جو خداوند مسیح کی ازلی اور ابدی ہے خانصاحب



خدا نہ دکھہ سہ سکتا ہی نہ مارا جا سکتا ہی اور نہ مصلوب ہو سکتا ہی۔ جو کسی قدر عقل رکھتے ہیں بس آپ باور کھیں کہ اگر خدا خود دکھہ اُٹھا سکتا تو انسانی جسم لینے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ جناب خاں صاحب یہہ وہ جواب ہی جس کے مقابل دم نہیں مارا جا سکتا پھر آپ کا یہہ فرمانا بھی محض دھوکہ اور اپنے جد بد محمدی مذہب سے بھی برخلاف ہی کہ مسیح اور عام لوگوں کی طرح پیدا ہوا۔ قرآن بھی اُس کو ابن مریم کہتا ہی فرمائے تو سہی یہہ معجزانہ پیدائش اور کس انسان کی ہوئی ہی آدم سے اس امر میں مسیح کی مماثلت ایک منطقی مغالطہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا آدم محض ایک پتلا بنایا گیا اور خدا نے اُس میں زندگی کا دم پھونک دیا مگر خداوند کی انسانیت معجزانہ طریق پر کنواری مریم میں طیار کی گئی اور اس امر میں خود محمد صاحب بھی ساکت ہیں۔ باقی باقی

راقم

کیدارناتھ - از نتھاگیھ

ہندو مذہب بوسیدہ میں جان ڈالنے کی تدبیریں

اے ناظرین آپ اس وقت ہندو مذہب کی طرف خیال کریں۔ تو آپ کو بخوبی روشن ہو جاویگا ہندو مذہب عیسائی مذہب کے آگے بوسیدہ ہو گیا ہی۔ عیسائی مذہب کے سامنے ہندو ازم بیجان ہو گیا ہی۔ اس وقت ہندو مذہب نیم مُردہ کی مانند ہی۔ اُمید قوی ہی کہ اس مذہب کی جان بہت جلد نکل جاویگی۔

ایک زمانہ تھا کہ ہندو مذہب بڑے عروج پر تھا۔ بعد اس کے وہ زمانہ آیا کہ ہندو مذہب پر جہاد کی تلوار برسی۔ مگر تب بھی ہندو مذہب میں جان باقی رہی۔ ہندو مذہب کی جان جہاد کی تلوار سے نہ نکلی۔ لیکن جب عیسائی مذہب نے اپنا قدم مبارک ہندوستان اور پنجاب میں رکھا۔ ہندو مذہب کو تپ محرقہ چڑھ گیا۔ اور ہندو مذہب نے اپنی چارپائی سنبھالی اور اپنی چارپائی درست کرکے لیٹ گیا۔ اور تب سے پھر نہیں اُٹھا۔ اور سرد آئیں بھرتا ہوا اپنی چارپائی پر پڑا ہوا ہی۔ اس وقت ہندو مذہب کی حالت بہت ہی خطرناک ہی۔ گویا نیم مُردہ سا پڑا ہوا ہی۔ جب ہندو لوگوں نے دیکھا کہ عیسائی مذہب کی روشنی سے ہمارے مذہب کی بدرنگی ظاہر ہوتی ہی اور انجیل کی روشنی سے ہمارے بُرے کام فاش ہوتے ہیں تو اُنہوں نے اپنے اپنے بچاؤ کے لئے علیحدہ علیحدہ انتظام کئے۔ کوئی تو آریہ بن گیا اور کوئی برہمو بن گیا اور کوئی ہری گیان مندر میں شریک ہوا۔ گویا ہندو لوگوں نے آڑ بنائی کہ جتنے انجیل جلیل کی روشنی ہم تک نہ پہنچے اور ہم چھپے رہیں۔ گویا ان انتظام والوں نے ہندو ازم کا نام ہی اُڑا دیا اور عیسائی مذہب کی صریحاً نقل کرنے لگے۔

اب باقی رہ گیا سناتن دھرم یہہ وہ ہندو ہیں جو اپنے پُرانے خیالوں کے مطابق پُرانے دستوروں پر چلتے ہیں۔ گویا لکیر کے فقیر ہیں جب پُرانے خیال کے ہندوؤں نے دیکھا کہ اب ہندو مذہب کی جان نکلنے پر ہی ہی۔ تو طرح بطرح کی تدبیریں سوجھ رہیں۔ کہ جتنے پھر ہندو مذہب میں جان پڑ جاوے۔ اور برہمن ہندو مذہب میں جان ڈالنے والے بید اور حکیم بنے۔

پہلے تو کانشی کے برہمنوں نے ایک افترا باندھا۔ کہ ایک پترہ سونے کا آسمان سے فلاں مندر میں گرا ہی اور اُس میں یہہ لکھا ہی کہ بڑی آندھی اور طوفان آویگا جتنے تمام زمین کے رہنے والے ناش ہو جاویں گے وغیرہ وغیرہ باتیں بذریعہ اشتہاروں کے تمام پنجاب اور ہندوستان میں مشتہر کر دیا۔ جس کا احوال اخبار نورافشاں میں درج ہو چکا ہی زیادہ لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ غرض کہ وہ سب جھوٹ اور فریب اور دغابازی کے کھیل تھے جو تمام اہل ملک پر روشن ہو گئے۔ جب پُرانے ہندوؤں اور برہمنوں نے دیکھا کہ ہمارا فریب باطل پڑا تو یہہ مشہور کیا کہ یہہ آریہ لوگوں کا ڈھنگ اور برہمنوں کو جھوٹا ٹھہرانے کی شرارت تھی۔ مگر دوسری طرف آریہ یہہ پکار رہے ہیں کہ یہہ برہمنوں کا فریب ہی کہ دنیا کو لوٹنے کے لئے ایسے ایسے فریب ایجاد کرتے ہیں۔ خیر چند روز تک یہہ کشمکش رہی آخرکار یہہ بات ٹھنڈی پڑ گئی اور جھگڑا ختم ہوا۔ اور اہل ملک اور ہر ایک فرقہ کی طرف سے دونوں کے ماتھے پر سیاہی کا ٹیکا لگا۔ مگر آریہ تو ہوشیار نکلے صابن سے منہہ دھو لیا۔ اور منہہ صاف ہو گیا۔ مگر پُرانے ہندوؤں نے منہہ پر تیل مل لیا جس سے تمام منہہ سیاہ ہو گیا۔ افسوس صد افسوس دونوں فرقوں پر۔ ہم یہہ جانتے ہیں کہ سچائی ہمیشہ سربلند ہوتی ہی اور جھوٹ پاؤں کے نیچے روندا جاتا ہی۔ اس وقت پُرانے خیال کے ہندوؤں نے ایک اور نیا سلسلہ باندھا ہی وہ بھی لطف سے خالی نہیں ہی ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہی۔ عرصہ چند روز کا ہوا ہی کہ ایک برہمن قصبہ در قصبہ پھرتا ہوا ہندوؤں کی لڑکیوں کو پیڑے مٹھائی بانٹتا پھرا اور ہمارے قصبہ شادیوال میں بھی برآمد ہوا۔ مگر وہاں پر کسی نے اُس کے ہاتھ سے مٹھائی نہ کھائی۔ شادیوال سے قریب تین میل کے ایک اور قصبہ کنجاہ ضلع گجرات میں پہنچا اور وہاں دو لڑکیوں کو مٹھائی کھلائی۔ وہ برہمن جاموکے ضلع سیالکوٹ کا رہنے والا تھا۔ دو تین دن کے بعد یہہ مشہور ہوا کہ جاموکے میں کسی ہندو نے اپنی زبان کاٹی ہی۔ اور وہ دیوی چڑھ جائے گی۔ یعنے وہ زبان دیوی درست کرے گی۔ اور ہزارہا ہندو ضلع سیالکوٹ ضلع گوجرانوالہ راولپنڈی اور لاہور وغیرہ وغیرہ جگہہ سے

ہندو جام کے میں اکٹھے ہوئے۔ مگر ابتک دیوی نہ آئی۔ دو تین روز بعد کنجاہ قصبہ سے وہ دونوں لڑکیاں جنہوں نے مٹھائی کھائی تھی دیوی بن گئیں۔ ایک تو نوجوان سنار کی لڑکی اور ایک کم سن برہمن کی لڑکی۔ سو یہہ دونوں لڑکیاں موضع جام کے میں زبان چڑھانے کو گئیں۔ مگر وہاں جاکر یہہ کہا کہ ہندو لوگوں نے ہوم درست نہیں کیا۔ اس واسطے زبان چڑھائی نہیں جاسکے گی۔ اور وہاں سے واپس ہوکر سارو کے موضع میں گئیں اور ہندو لوگوں نے کہا کہ دیوی ماتاجی یہاں پر کسی فقیر کی بددعا ہو تیا مکان نہیں بن سکتا اگر آپ حکم دیویں تو ہم ایک تھان بنا دیں۔ دیوی نے دو اینٹ اُٹھا کر نیچے میں رکھ دیں اور کہا کہ مندر بناؤ۔ کون فقیر ہی ہمارے سامنے آوے۔ غرض کہ مکان بنانا شروع کردیا ہے۔ پھر وہ دیوی۔ یعنے دونوں لڑکیاں وزیر آباد میں آئیں اور وہاں شام تک ٹھہریں اور بہت ہندو لوگ درشن کرنے کو گئے مگر جب ہجوم کم ہوا تو تین چار ہندو شراب بیکر دیوی کا درشن کرنے گئے اور اُس وقت ہجوم نہیں تھا اس واسطے شرابی ہندوؤں کو موقع ملا۔ اور اُنہوں نے دیوی کو جو نوجوان اور خوبصورت تھی چھیڑنا شروع کیا اور وہ دیوی چلائی کہ جلدی آؤ اور چیخیں مارنے لگی کہ ہندو لوگ دوڑے اور وہ شرابی روپوش ہوگئے اور یہہ مشہور ہوا کہ اُدیہ لوگ شراب پیکر اندر آگئے تھے دیوی بولی چلو یہاں سے چلیں یہہ شہر پاپی ہے اور وہاں سے شادیوال میں آئیں۔ چونکہ یہہ بستی محمدیوں کی ہے۔ محمدیوں نے دیوی سے بہت ٹھٹھا مسخری کی اور دیوی وہاں سے بھی موضع کنجاہ کو چلی گئیں۔

اب ہندو لوگوں نے طرح بطرح کی افواہیں اُڑا رکھی ہیں کوئی کہتا ہے کہ دیوی ماتا دس سر اور تین سو زبان مانگتی ہے اور کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ کہتا ہے بہت لغو لغویات میں اُڑا رکھی ہیں۔ جیتے ہمارے مذہب کی جان نہ نکلے۔ اور اب وہ دیویں گاؤں درگاؤں پھرتی ہیں اور پجاریوں کے ہاتھ تر ہو رہے ہیں ۲۰ تاریخ فروری کو دیوی کنجاہ سے گجرات اور گجرات سے وزیر آباد اور گوجرانوالہ اسی طرح اوراو گردی میں پھر رہی ہیں اور دیویوں کی ہندو لوگ مٹی خراب کر رہے ہیں۔

جو ہندو خواندہ ہیں وہ یہہ کہتے ہیں کہ یہہ اپنے مذہب کی ہتک ہے اور عام جہلا ہندو جو دیوی کی جے جے کرتے پھرتے ہیں۔ اب میں اور کیا لکھوں۔ مگر جو حال اور باقی ہوگا وہ پھر کسی وقت ناظرین کی خدمت شریف میں عرض کیا جاویگا۔ امید ہے کہ چند روز ہی میں یہہ بلبلا پانی کا مٹ جاوے گا مگر اے پیارے ہندو بھائیو سچائی کی طرف پھرو۔ تو یقیناً تم مکتی پاؤگے ورنہ دیوتوں کے پیچھے خراب ہوکر پچھتاؤگے اب خداوند مسیح تم کو بلاتا ہے۔ اس پر ایمان لاؤ تو زندگی پاؤگے۔ سچ کی جے۔ جھوٹ کی چھے۔

العبد

جان کنڈل واعظ انجیل شادیوال ضلع گجرات

دینی خبریں

چین میں ترقی۔ چین میں سرکار کی خدمت کے لئے سول سروس کے امتحان کے وسیلے سے تعلیم یافتہ اشخاص چنے جاتے ہیں اگرچہ ہر سال قریباً بیس لاکھ امیدوار امتحان میں داخل ہوتے ہیں مگر صرف ایک یا دو فیصدی کامیاب ہوتے ہیں۔ علم ادب۔ تواریخ۔ فن زراعت فن جنگ اور مال میں امتحان لیا جاتا ہے اور ابتک سوالات چینی جہالت کے متعلق بھی ہوا کرتے تھے۔ لیکن اب خبر ملی ہے کہ ممتحنوں نے چاہا ہے کہ پُرانا عہد نامہ بھی بطور ٹیکسٹ بک کے امتحان میں شامل کیا جاوے اس لئے یہہ مسیحی ملکوں کی کتاب ہے اور اس سال کے امتحان کے سوالات میں سے ایک یہہ تھا کہ تم نوح اور اُس کے گھرانے طوفان کے بعد زمین آباد کرنے کی نسبت کیا جانتے ہو؟ کون خیال کرسکتا ہے کہ بیس لاکھ تعلیم یافتہ چینیوں کا مسیحی ملکوں کی کتاب کو مطالعہ کرنے کا کیا اچھا نتیجہ پیدا ہوسکتا ہے؟

انگلینڈ کے ڈاکٹر چارلس۔ اے۔ بیری صاحب نے جو مین تھیالوجیکل سیمنیری کے طالب علموں کو درس دیتے ہوئے خادم الدینوں کی یہہ صفات بتلائیں (۱) وہ اُس پیغام پر جو وہ پہنچاتا ہے خود یقین رکھتا ہو اور اُس کو اپنے تجربے سے جانتا ہو۔ (۲) اُن لوگوں کو کہ جنہیں وہ پیغام پہنچاتا ہے جانتا ہو (۳) اُس کا یقین ہو کہ وہ خدا کی طرف سے بُلایا گیا ہے۔

نکوان واقعہ ملک سیام میں ڈاکٹر۔ ای۔ پی۔ ڈونلپ نے ایک اکیاسی برس کے بوڑھے کو بپتسمہ دیا جو یہہ دعا مانگتا ہوا سُنا گیا۔ "اے خداوند یسوع مجھے معاف کر کیونکہ میں عمر بھر جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش کرتا رہا ہوں۔ میں تیری بابت نہیں جانتا تھا لیکن اب میں یقین کرتا ہوں کہ صرف تو ہی نجات دہندہ ہے اور اپنی باقی زندگی میں تیری خدمت کرونگا۔"

ہوائی قوم کا قومی موٹو یہہ ہے "ملک کی زندگی راستبازی میں ہے" جب کہ امریکن بورڈ نے ہوائی جزائر کو چھوڑا تو اُس وقت پندرہ ہزار مسیحی تھے جو ساٹھ سیلف سپورٹنگ کلیسیاؤں سے علاقہ رکھتے تھے اور اُن میں سے ۵۸ میں دیسی پاسبان موجود تھے۔

مقام ہو واقعہ جزائر ہوائی میں جہاں چند سکولوں کے

متعلق ایک بڑا جلسہ ہو رہا تھا اور ہزاروں لڑکے جمع تھے ایک عورت بڑے غم میں روتی ہوئی نظر پڑی جب دریافت کیا گیا کہ تم ایسی خوشی کے موقعے پر کیوں روتی ہو تو اُس نے جواب دیا کہ "کیوں مشنری پہلے نہیں آئے" میرے ہاتھ بارہ بچوں کے خون سے رنگے جا چکے ہیں اور اب کوئی باقی نہیں ہے کہ جو آج خوشی کرے۔ آہ! کیوں پہلے مشنری نہ آئے۔

آج تک بائبل یا بائبل کے حصے ۳۸۰ زبانوں میں ترجمہ ہو کر شایع ہو چکے ہیں۔

نئے عہدنامے کے ترجمے کی ترمیم پنجابی زبان میں بھی ختم ہو چکی ہے۔ پادری۔ ای۔ پی۔ اور ایف۔ جے۔ نیوٹن اور ای۔ گلفرڈ صاحبان نے سات سال کی محنت کے بعد اِس کام کو پورا کیا ہے۔ خدا اُن کے کام پر برکت بخشے۔

ہمارے ناظرین یہہ خبر سنکر خوش ہونگے کہ رومن اردو گیت کی کتاب جس کا نام زبور اور گیت ہے معہ راگوں کے چھپ گئی ہے۔ یہہ کام سنڈے سکول یونین ہند کی کمیٹی نے کئی برسوں میں بڑی محنت اور جانفشانی سے کیا ہے ہر ایک کو جو نوٹوں کو پڑھ اور سمجھ سکتا ہے اِس کتاب کا خریدنا ضروری ہے۔ اس کتاب میں بھجن اور غزلیں معہ نوٹوں کے علیحدہ بھی چھاپی گئی ہیں۔

پوپ لیو تیرھویں نے خواہش ظاہر کی ہے کہ اُس ایسوسی ایشن کا ممبر ہو جاوے کہ جو انگلستان کے مسیحی ہو جانے کے لئے دعا مانگا کرتی ہے۔

ہم کو یہہ خبر سنکر بڑی خوشی ہوئی کہ آگرہ میڈیکل مشنری ٹریننگ انسٹی ٹیوشن کے دو طالب علموں نے حال ہی میں بڑی عزت حاصل کی ہے اُن میں ایک مسٹر گل جو ہمارے لودیانہ بوائز بورڈنگ سکول کا سابق طالب علم اور لودیانہ کی کلیسیا کا شریک ہے کہ جس نے ممالک مغربی و شمالی کے انسپکٹر جنرل آف ہاسپٹل کی طرف سے ہاتھ اور گردن کو نہایت عمدہ طور سے چیرنے کے باعث خاص انعام حاصل کیا ہے دوسرا۔ ای۔ ایس سکاٹ میتھوڈسٹ مشن متھرا کا ہے کہ جس نے چیرنے میں بہت تعریف پائی ہے۔ ہم اپنے دونوں بھائیوں کو مبارکباد دیتے اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند ان کو اپنے جلال کے لئے استعمال کرے۔

پادری۔ آر۔ برجز صاحب کو انڈیا سنڈے سکول یونین کے عہدے پر مقرر ہوئے کو بارہ برس ہوئے ہیں اس عرصے میں انہوں نے یونین کی ترقی کے لئے پندرہ ہزار میل کا سفر کیا۔ سال میں ۱۲۲۸۰ طالب علم امتحان میں شامل ہوئے جن میں سے قریباً ۹۰۰ طالب علموں نے سرٹیفکٹ حاصل کئے انٹرنیشنل بائبل کے پڑھنے والے ایسوسی ایشن کے ممبروں کی تعداد کل ہندوستان میں تیس ہزار ہے اور تیس مختلف زبانوں میں بائبل پڑھی جاتی ہے۔

مسٹر موڈی کہتے ہیں کہ اُن کو اپنے کام کے چالیس برسوں کے تجربے سے حمد و تعریف کے گانے کی زیادہ سے زیادہ ضرورت معلوم ہوتی جاتی ہے۔ اُن کا یقین ہے کہ گیت اور راگ سے روحانی زندگی کی ترقی میں بڑی مدد ملتی ہے اسواسطے وہ کہتے ہیں کہ مسیحی جماعتوں میں گانے کی طرف بہت توجہ ہونی چاہئے۔

مسٹر گلیڈسٹون ۱۸۴۲ء سے آج تک بلا ناغہ سنڈے آٹھ بجے صبح کی عبادت میں جو اُن کے مکان سے پون میل کے فاصلہ پر ایک گرجا گھر میں ہوا کرتی ہے حاضر رہتے ہیں۔ اگر بیمار ہوں تو امر مجبوری ہے۔ ورنہ کاروبار کا زور اُن کو اِس فرض سے روک نہیں سکتا۔ اتوار کے روز سوائے مطالعہ دینی کتب اور مذہبی خیالات کے اور کسی قسم کا کام نہیں کرتے۔ اور نہ کسی کے مکان پر جاتے اور نہ سفر کرتے ہیں ہاں البتہ اُس روز کسی بیمار یا غمگین دوست کی خبر گیری کو جانا ہو تو اور بات ہے۔ امریکہ کے کسی نوجوان نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ آپ کی اعلیٰ زندگی کا کیا راز ہے جس کے جواب میں اُنہوں نے تحریر فرمایا کہ "میری تمام تحریر اور خیالات اور امیدوں کا مرکز ہمارے خداوند کی الوہیت ہے"۔

پتھر بھی گواہی دے رہے ہیں۔ دجلہ اور فرات کے درمیان ایک قدیم شہر نپور نامی کے کھنڈرات موجود ہیں۔ یہہ شہر بغداد کے جنوب مغرب میں ایک سو میل کے فاصلہ پر اور قدیم بابل کے قریب واقع ہے کہتے ہیں کہ چھ ہزار سال کا عرصہ گذرا کہ یہہ مقام نہایت رونق پر تھا۔ قدیم زمانہ میں جہاں علم و ہنر کا چرچا تھا۔ اِس شہر کے کھنڈرات کو پادری جان پیٹر صاحب نے ہزاروں مشکلات اور تکالیف کا سامنا کر کے کھدوایا اور تھوڑے تودوں میں سے قریب ایک سو کے پتھر کے ٹھیکرے برتن نکالے جنپر قدیم حروف میں ایک سو تیس سطریں مندرج تھیں۔ یہہ کتبے پڑھے گئے ہیں اور اُنمیں ایسے بیانات پائے جاتے ہیں جو کتاب پیدایش کی قدیم تواریخ کی صداقت ظاہر کرتے مثلاً اُن بادشاہوں کے نام جو پیدایش کے چودھویں باب میں پائے جاتے ہیں ان قدیم کتبوں میں مندرج ثابت ہوئے ہیں مخالفین کتاب مقدس کے بیانات پر شک کیا کرتے ہیں لیکن خدا اپنے بندگان کے ذریعہ ایسے ایسے پتھر زمین کی تہ میں نکلواتا ہے جو داؤد کے سنگ فلاخن سے



ملکوں و شہروں کی مختصر خبریں

لنڈن مارچ یکم - ہوس آف کامنس میں سر ایشمیڈ بارٹلٹ کی رائے جس میں یہہ بیان تھا کہ چین کی آزادی کو قایم رکھنا نہایت ہی ضروری امر ہے بغیر کسی اختلاف کے پاس کی گئی ؛

مسٹر کرزن نے مباحثہ میں تقریر کرتے وقت کہا کہ مجھے اس رائے سے بالکل اتفاق ہے - اُنہوں نے کہا کہ انگلستان حق بجانب نہیں اگر وہ چین میں اپنے حریفوں کو رشک اور شک کی نگاہ سے دیکھے تاوقتیکہ اُن حریفوں کی رقابت صحیح اور بامن ہو ؛

انگلنڈ کی پالیسی یہہ ہے کہ چین کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے باز رکھے یا جہاں تک ممکن ہو ٹکڑے ہونے سے روکے ؛

ملک گیری ہماری اس وقت کی پالیسی نہیں ہے اور اس واسطے اور سلطنتوں کی ایسی پالیسی ہم کو منظور نہیں کرنا چاہیے ؛

جب انگلنڈ نے چین کو قرضہ دینا منظور کیا تو اس سے اوروں کے دل میں شک پیدا ہوئے حالانکہ یہہ بالکل بے غرضانہ تھا - چین نے اپنی درخواست کو واپس لے لیا اور وعدہ کیا کہ ہم اور کسی سلطنت سے بھی قرضہ نہ لینگے

ہانگ کانگ اور شنگھائی بنک سے قرضہ لے لینا ثابت کرتا ہے کہ چین ہمارا دوست ہے اور نیز ہمارے سفیر سر کلاڈ میکڈانلڈ کی قابلیت بھی اس سے ظاہر ہے ؛

ہوس آف کامنس میں فوج کے سپاہیوں کی تعداد اور اُن کی تنخواہ میں اضافہ کرنے کی رائے قرار پا چکی ہے ؛

لارڈ سالسبری انفلوئنزہ سے بیمار ہیں ؛

پونہ یکم مارچ - پونہ میں طاعون کی کوئی واردات آج نہیں ہوئی ہے - پلیگ افسر بمبئی اور سورت کیجانب وہاں سے بھیجے جاتے ہیں ؛

بمبئی مارچ یکم - ۱۳۹ واردات اور ۱۵۰ اموات کی رپوٹ آج ہوئی ؛

الہ آباد یکم مارچ - اخبار پاؤنیر نے ایک کیفیت (منٹ) مورخہ جولائی ۱۸۹۴ع جس پر سر انٹونی مکڈانل سر جیمس ویسٹلینڈ اور سر چارلس پرچیرڈ کے دستخط ہیں شایع کی ہے - اس منٹ میں گورنمنٹ کی فارن پالیسی سے مخالفت کی گئی ہے ؛

اس منٹ میں یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہہ صرف ایک ظاہرداری کی بات ہے کہ ہم اپنے اثر کو اُن میں قایم رکھیں اور ملکی دست اندازی نہ کریں - کوئی حکمت عملی جس میں یہہ دست اندازی نہ ہو کارگر نہ ہوگی +

اس منٹ میں گورنمنٹ کو آگاہ کیا گیا ہے کہ جو طریق گورنمنٹ نے اختیار کیا ہے اس کا نتیجہ خاطرخواہ نہ ہوگا - ہمیشہ کی دقتیں جن کی روک کے لئے خرچ کا احتمال ہے پیش آوینگی +

لنڈن مارچ ۲ - رائٹر کا خاص کارسپانڈنٹ جو چین میں گیا تھا تار دیتا ہے کہ روسیوں کے چین کے شمال میں زور و نفوذ پکڑنے کے ہر جگہہ آثار پائے جاتے ہیں - تمام چینی جنگی افسر اُن کے مددگار ہیں +

شاہ جارج پر حملہ کرنے کے جرم میں ایک اور شخص گرفتار کیا گیا ہے - وہ اقراری ہے کہ میں حملہ کرنے والوں میں شامل تھا +

لنڈن مارچ ۳ - اخبار سٹینڈرڈ وہ بیان کرتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ جرمنی اور روس سے خط و کتابت کر رہی ہے کہ یہہ دونوں سلطنتیں چین کی نسبت جو اطمینان کے اظہار اُن کی طرف سے کئے گئے ہیں - انٹرنیشنل اقرارنامہ کی صورت میں قلم بند کئے جاویں +

بمبئی مارچ ۳ - کل دمودر ہری چپکار کا اپیل ہائی کورٹ میں پیش ہوا - مسٹر جسٹس پارسنز اور مسٹر جسٹس رینڈ کی پیشی میں یہہ اپیل دائر کی گئی - اپیل نامنظور ہوئی پھانسی کا حکم بحال رکھا گیا +

لنڈن مارچ ۴ - ہوس آف کامنس میں لارڈ جارج ہملٹن نے کئی سوالوں کے جواب میں کہا کہ ناتو برادرز کیلئے ضروری ہے کہ جیل خانہ میں رکھے جاویں جب تک گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ بمبئی کو اطمینان نہ ہو جاوے کہ ان کے رہا ہونے سے عوام کے امن میں خلل اندازی نہ ہوگی +

لارڈ جارج نے کہا کہ میں ہندوستان کی برٹش فوج کی تنخواہ کی زیادتی کی نسبت وایسرائے سے خط و کتابت کر رہا ہوں +

یہہ سوال بڑا پیچیدہ ہو گیا ہے کیونکہ ہندوستان اور انگلستان کے راشن میں بہت فرق ہے - میں ابھی کہہ نہیں سکتا کہ اس تبدیلی سے کیا اثر ہوگا +

مگر برٹش فوج کا خرچ جو ہندوستان میں ہے ہر حالت میں ہندوستان کے ذمہ ہی رہیگا +

بمبئی مارچ ۴ - کل شام ایک سخت آگ ایک بنئے کے کارخانے میں لگی - دس لاکھ روپیہ کا نقصان ہو گیا مگر اس تمام رقم کا بیمہ کیا گیا ہے - زیادہ نقصان کا اندیشہ تھا اگر وقت پر خبر نہ لی جاتی +

کل بمبئی گورنمنٹ نے اپنی ایک رائے کا اشتہار دیا جو شیواجی کے سالانہ جلسہ کے متعلق تھا احمد نگر ایجوکیشن سوسائٹی کے ہائی سکول کے اُستاد اس جلسہ میں شامل ہوئے تھے - گورنمنٹ نے یہہ اصول قایم کیا اور اُسکا اشتہار دیا کہ طالبعلموں کی تعلیم مرلا

پولٹیکل معاملات کا دخل نہ ہو اور چاہیے کہ اُستاد اور پروفیسر پولٹیکل مباحثہ میں حصہ نہ لیں ؛

مضامین مفید المبتدئین

کُندن کا قصّہ

چھوٹا کُندن باورچی خانہ کے سامنے گذر رہا تھا۔ کہ اُس کے ناک میں کچھ پکوان کی خوشبو آئی۔ تو وہ اپنا راستہ چھوڑ کے باورچی خانہ میں گُھس گیا اور دیکھا کہ اُس کی ماں اپنی آستین اُوپر چڑھائے میز کے پاس کھڑی ہے اور اُس کے ہاتھ آٹے سے بھرے ہیں۔ جب میز پر کے سامان خوب غور سے دیکھے۔ تو کُندن نے معلوم کیا کہ کیک بن رہا ہے۔ تب وہ میز کے پاس کھڑا ہو کے دیکھنے لگا کہ اُس کی ماں کیا کیا کرتی ہے۔ جس وقت اُس نے دیکھا کہ ماں کیا عمدہ عمدہ چیزیں اُس میں ڈالتی ہے تو اُس کے منہہ میں پانی بھر آیا۔ اور کہنے لگا۔ ماں جب میں بڑا آدمی ہو جاؤنگا۔ تو ایک پورا کیک اپنے واسطے رکھا کرونگا۔ اُس کی ماں نے جواب دیا کہ کُندن کچھ ضرورت نہیں کہ تم بڑے آدمی بننے کی انتظاری کرو۔ میں کل تمہیں ایک کیک بناؤنگی اِس پر کُندن کی آنکھیں چمک اُٹھیں اور پوچھنے لگا۔ سچ مچ ماں تم کل بنا دوگی؟ اُس نے کہا ہاں۔ سچ مچ۔ لیکن اُس کے ساتھ ایک شرط ہوگی یعنے کہ اُس کیک میں سے تم کو ایک ذرّہ بھی کسی کو نہیں دینا ہوگا۔ کُندن نے اس بات سے بہت خوش ہو کے وعدہ کیا کہ کسی کو ذرہ بھی نہیں دونگا۔ دوسرے روز اُس کی ماں نے ایک ویسا ہی کیک جیسا وہ جانتی تھی کہ وہ کُندن کو پسند ہے بنا دیا۔ اور اُس کے حوالے کیا وہ اُس کو لے کے اپنے کمرے میں چھپا آیا اور ایک بڑا سا ٹکڑا کاٹ کے باہر جانے لگا کہ تنہائی میں اُس کو کھلائے۔ کتا جو اُس کا پیارا تھا۔ کیک کی خوشبو سونگھ کے اُس کے ساتھ ہو لیا۔ ماں نے یہہ دیکھ کے پکارا۔ خبردار کُندن کسی کو ایک ٹکڑا بھی نہ دیا جائے۔ وہ باہر سیڑھی پر بیٹھ کے اُس کو کھانے لگا۔ اور کتا اُس کے منہہ کو تکتا۔ اور دُم ہلاتا تھا کُندن کا چھوٹا بھائی جو دو برس کا تھا۔ کھیلتا کھیلتا اُس جگہہ آپہنچا اور اُس کو کیک کھاتے دیکھ کے اپنے ننہے ہاتھوں کو اُسکی طرف پھیلایا۔ اِس پر ماں نے پھر پکار کے یاد دلایا کہ دیکھو اِس میں سے ذرہ بھی نہ دینا۔ تب کُندن کی آنکھ میں آنسو بھر آئے اور دوڑ کے ماں سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ کبھی کیک ایسا کڑوا نہ تھا جیسے یہہ۔ میں تو اِسے اکیلا نہیں کھا سکتا۔ جبتک اپنے بھائی اور کُتّے کو حصہ نہ دوں۔ مجھے اِس میں کچھ مزا نہیں معلوم دیتا۔ تب اُس کی ماں نے سمجھا کے کہا کہ "ہاں بیٹا جو کام اِس دنیا میں خودغرضی سے ہو اُس میں کبھی مزا نہ ہوگا"۔ تب اُس کو اجازت دی کہ کیک کو بانٹ کے کھائے۔

ملک لاپلنڈ کے بیان میں

یہہ ملک سویڈن اور ناروے کی اُتّر طرف واقعہ ہے اور یہہ بھی سویڈن کے بادشاہ کے قبضے میں ہے۔ یہاں بہت جاڑا ہوتا ہے اور اِس سبب سے وہاں کے لوگ پست قد ہوتے ہیں۔ جاڑے کے باعث سے اِس ملک میں اناج پیدا نہیں ہوتا اور اگر وہاں بارہ سینگے نہ ہوتے تو اُن کا گذران کرنا بہت مشکل ہوتا۔ یہہ جانور بہت خوبصورت ہوتا ہے اور جب دودھ دوہنے کے لئے بلایا جاتا ہے تو کودتا ہوا آتا ہے۔ دوہتے وقت مرد اُن کے سینگ میں رسّی باندھ کے تھانبے رہتے ہیں اور عورتیں اُنہیں دوہ لیتی ہیں۔ یہہ بارہ سینگے دودھ دینے کے سبب سے گائے کی مانند فایدہ بخش ہوتے ہیں اور گاڑی کھینچنے کے سبب سے وہ گھوڑے کا سا کام کرتے ہیں۔ اُس ملک کی گاڑی میں پہیئے نہیں ہوتے اور وہ برف کے اُوپر پھسلتی چلتی ہے۔ یہہ بارہ سینگے ایسے غریب ہوتے ہیں کہ پندرہ پندرہ ایک ساتھ جُت سکتے ہیں اور لگام اُن کے سینگ میں لگتی ہے وہ بغیر ٹھہرے ہوئے تیس ۳۰ میل تک ایک سانس دوڑتے ہیں۔ وہاں کے لوگوں کو بارہ سینگے کے گوشت اور دودھ کے سوا کھانے کی چیزیں کم ملتی ہیں۔ یہہ بارہ سینگے سوار اور کائی کھا کے جو اُس ملک میں کثرت سے ملتی ہے جیتے ہیں اور وہاں کے لوگ بھی اُنہیں سفید سواروں کی روٹی بنا کے کھاتے ہیں۔ لاپلینڈ کے بعض بعض آدمی ایسے غریب ہوتے ہیں کہ اُن کو بارہ سینگے نہیں مل سکتے اور تب وہ اپنی گذران کے لئے ایک لکڑی کی جوتی بنا کر برف کے اُوپر سے پھسل کے بھالو کے شکار کی تلاش میں جاتے ہیں۔ لیکن سب سے اچھا کام جو اُس لکڑی کی جوتی سے نکلتا ہے سو یہہ ہے کہ وہ اُسے پہن کر برف پر سے پھسلتے ہوئے گرجے کو جاتے ہیں۔ وہاں گرجے بہت کم اور دُور دُور پر ہوتے ہیں۔ بعضے آدمی گاڑیوں پر سوار ہو کر جاتے ہیں بعضے اِن لکڑی کی جوتیوں پر چل کے جاتے ہیں اور بسبب دوری کے ایسے تھک جاتے ہیں کہ کبھی کبھی گرجے میں سو جاتے ہیں۔ اِس سبب سے ایک آدمی مقرر ہوتا ہے جو اپنے ہاتھ میں ایک لکڑی کا ٹکڑا لئے ہوئے سوتے لوگوں کو جگانے کے لئے زمین پر ٹھونکتا پھرتا ہے۔ اگر اُس سے بھی نہ جاگیں تو وہ لکڑی اُنکے سر سے ٹھونک کر اُنکو جگا دیتا ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ تب تک لاپلنڈ کے لوگ یہہ نہ جانتے تھے کہ اُنکو کسنے بنایا اور کون اُن کیلئے کفارہ ہوا لیکن سویڈن کے بادشاہ نے اُنکے درمیان اِس بات کی تعلیم دینے کیلئے پادری بھیجے ہیں۔

وہ کمیٹی جو نئے عہد نامہ کی اُردو ترجمہ کے لئے مقرر تھی اُس نے اپنا کام تمام کیا ہو۔ بائبل سوسائٹی کے عام جلسے میں یہہ امر قرار پایا کہ ۳ سال کے لئے یہی ترجمہ شایع ہو اور دوسرے ترجمہ کی اشاعت بند ہو۔ اِس اثنا میں سب کو موقع ہو کہ اپنی اپنی رائیں ترجمے کے بارے میں دیں۔

دمودر ہری چیپکار کو پھانسی کا حکم

دمودر ہری چیپکار کی اپیل ہائی کورٹ بمبئی میں نامنظور ہوئی ہو۔ پھانسی کا حکم بحال رکھا گیا ہو۔ مسٹر جسٹس پارسنز نے اپنا فیصلہ دیتے وقت تمام وجوہات کا اختصار کرکے یوں تحریر فرمایا کہ یہہ مقدمہ اِس قسم کا ہو کہ اِس کا انحصار محض ملزم کے اقرار پر مبنی ہو۔ اب کورٹ کو صرف یہہ دریافت کرنا ہو کہ آیا یہہ اقرار اُس کا سچا ہو کہ جھوٹا۔ جہاں تک ہم اِن اقراروں کو دیکھتے ہیں ہم کو معلوم ہوتا ہو کہ وہ سچے ہیں۔ کیونکہ جو جو تفصیل اِس قتل کی نسبت ملزم دیتا ہو ممکن نہیں معلوم ہوتا کہ سوائے قاتل کے اور کوئی دے سکے۔ مثلاً یہہ کہ کہاں سے ہتھیار لئے گئے کس طرح بارود اور گولی وغیرہ بہم پہنچائی گئیں۔ تلواریں کس طرح چھپائی گئیں وغیرہ وغیرہ۔ اِن تمام تفصیلوں سے صرف یہی ثابت ہوتا ہو کہ سوائے قاتل کے اور کوئی شخص اِن چھوٹی چھوٹی باتوں سے واقف نہیں ہو سکتا اور نہ اُن کو اِس طور سے بیان کر سکتا ہو جیسا اِس مقدمہ میں بیان کیا گیا ہو۔

اخبار سول ملٹری گزٹ کہتا ہو کہ بہت کم مسٹر جسٹس پارسنز کی ان وجوہات کو اِس طرح بیان کرنے اور نتیجہ نکالنے سے انکار کر سکتے ہیں مگر سوال یہہ لازم آتا ہو کہ ملزم کی کیا غرض تھی کہ اُس نے اپنے تئیں اِس طرح محض اپنے اقرار سے مجرم قرار دیا۔ کہیں تو اِس مقدمہ میں کچھ کچھ کالا کالا نظر آتا ہو کوئی بھید کی بات معلوم پڑتی ہو سر دست صرف دو ہی سبب قیاس میں آسکتے ہیں۔ اول یہہ کہ جو کچھ اُس نے کہا اُس نے پولیس کے کہلوانے سے کہا جیسا وہ خود آپ اِس کا ذکر کرتا ہو یا دوسرا یہہ کہ اُس نے کسی دوسرے کو چھپانے کی غرض سے یہہ چال چلی۔

پچھلے اِن اقراروں سے انکار کرنا دونوں امر کی تائید میں کہا جا سکتا ہو۔ اگر اُس نے پولیس کے کہے کہائے یہہ اقرار کئے تو ضروری تھا کہ وہ پہلے ہی موقعہ پر اِس کا اظہار کرتا۔ مگر اِس قسم کا اظہار اِس ملک میں کچھ بھی اثر نہیں رکھتا کیونکہ یہہ عام بات ہو رہی ہو کہ قریباً کُل ملزم کہہ دیتے ہیں کہ ہم پر پولیس نے تشدد کیا اور ہم سے اقرار کروایا اور نیز اِس معاملہ میں اِس قسم کے ثبوت تھے جو ممکن نہ تھا کہ پولیس اِن کو آپ ہی بنا لیتی۔

برعکس اِس کے یہہ خیال کیا جا سکتا ہو کہ ایک شخص پہلے پہل تمام ذمہ واری کو اپنے ذمہ لینے کی غرض سے اقرار کرے اور پھر موت کے ڈر سے اپنے ارادے میں کمزوری ظاہر کرے اور انکار کرنا شروع کرے۔ اب سوال لازم آتا ہو کہ کون اُسکے ساتھ شامل تھے۔ اب جبکہ دمودر نے اپنی پوری سزا اُٹھائی تو اغلب معلوم نہیں ہوتا کہ یہہ بھید کبھی بھی فاش ہو جائے۔ تاریخ میں یہہ معاملہ ہمیشہ بھید والا ہی رہے گا ؛

نارتھ ویسٹرن ریلوے

فروخت کرنیکے لئے پرانے لوہے کی ریلیں

لمبائی۔ چوڑائی۔ نرخ اور پہنچانیکی شرایط وغیرہ کی نسبت چیف سٹورکیپر این۔ ڈبلیو۔ آر۔ لاہور سے خط و کتابت کرو۔

اشتہار

بندہ کے رسالے

مول لو اور پڑھو

رسالوں کے نام	حروف	قیمت فی نسخہ	محصولڈاک	کہاں سے ملتی ہو
غذائے روح	فارسی	[illegible]	[illegible]	مرکنٹائل مسیحی بک ڈپو الہ آباد
ایضاً	رومن	[illegible]	[illegible]	ایضاً ایضاً
نیازنامہ	فارسی	[illegible]	[illegible]	ایضاً ایضاً ایضاً
نغمہائے پاری	ایضاً	[illegible]	[illegible]	ایضاً بمبئی

المشتہر

صفدر علی از بھنڈارا

اشتہار

تین تین روپے کی تین سکالرشپیں کرسچن بوایز بورڈنگ ہائی سکول لودیانہ میں اُن عیسائی طالب علموں کو دی جاویںگی جنہوں نے مڈل کا امتحان پاس کیا ہو۔

المشتہر پرنسپل بوایز بورڈنگ سکول لودیانہ

دستور العمل اخبار نورافشاں

قیمت سالانہ اہلِ شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ . . . . . [illegible]

قیمت سالانہ اہلِ شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ . . . . [illegible]

قیمت سالانہ معہ محصولڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ . . . . . [illegible]

قیمت سالانہ معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ . . . . . [illegible]

قیمت دو کاپیوں یا اُس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی معہ ضمیمہ . . . . . [illegible]

بغیر ضمیمہ کے . . . . [illegible]